لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ

وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ"

حج کی ادائیگی کیسے کریں؟

سفرِ حج کی ابتداء سے آخرِ حج تک کا مختصر طریقہ

تالیف

مفتی عبد الرّحمٰن منیر حفظہ اللہ

خطیب جامع مسجد شرف آباد (بہادر آباد کراچی)

استاذ الحدیث جامعۃ یحییٰ المدنی و جامعہ اویس قرنی

ابتدائی کلمات

الحمد للہ ربِّ العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمدٍ

خاتم النبیین، وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد!

حج ایک ایسا مبارک فریضہ ہے جو ایمان، محبت، اطاعت، قربانی، صبر اور بندگی کا حسین مجموعہ ہے۔ ہر سال لاکھوں مسلمان بیت اللہ کی حاضری کے لیے روانہ ہوتے ہیں، لیکن حج کی ادائیگی چونکہ متعدد اعمال، مراحل اور تفصیلی مسائل پر مشتمل ہوتی ہے، اس لیے عام طور پر حاجیوں کو رہنمائی اور ترتیب کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ وہ اس عظیم عبادت کو سنت کے مطابق اطمینان اور صحیح فہم کے ساتھ ادا کر سکیں۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر ہر سال کی طرح امسال بھی شہر کے مختلف مقامات اور مساجد میں حجاج کیلئے علمی وتربیتی نشست منعقد ہوئی جس میں تقریباً دو گھنٹے کے دوران حج کا مکمل طریقہ، اہم مسائل، مختلف مراحل، ضروری ہدایات اور عام پیش آنے والی غلطیوں کی وضاحت بیان کی گئی۔

ہمارے محترم ومکرم دوست جامعۃ یحییٰ المدنی کے ہیڈ آف سوشل میڈیا ڈیپارٹمنٹ اور شعبہ تخصص فی الفکر الاسلامی کے نگران مولانا دانیال احمد زید مجدہم (اٹک) نے اس نشست کو نہایت محنت، سلیقے اور حسنِ ترتیب کے ساتھ تحریری قالب میں منتقل کیا۔ اُن کی یہ خدمت حقیقتاً قابلِ قدر ہے کہ ایک وقتی مجلس کے علمی مواد کو محفوظ کر کے نافع صورت میں پیش کرنے کا اہتمام فرمایا۔

بعد میں جب اس مرتب شدہ مواد پر دوبارہ نظر ڈالی گئی تو مناسب محسوس ہوا کہ اسے محض ایک نشست کی تحریری نقل تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ مزید ضروری اضافوں، توضیحات اور تفصیلات کے ذریعے اسے باقاعدہ کتابی صورت دی جائے۔ چنانچہ مختلف مقامات پر حج کے اعمال کا پس منظر، بعض مسائل کی حکمتیں، اہم فقہی توضیحات، عملی رہنمائیاں اور متعدد ضروری فوائد شامل کیے گئے تاکہ

قاری صرف طریقۂ حج ہی نہ سمجھے بلکہ اس عبادت کی روح، ترتیب اور حکمت سے بھی آشنا ہو سکے۔ اسی مقصد کے تحت کتاب میں مختلف جگہوں پر تفصیلی اضافہ کیا گیا تاکہ یہ مواد زیادہ جامع، مرتب اور قابلِ استفادہ بن جائے۔

مزید یہ کہ طوالت سے بچتے ہوئے بہت سی ان نشستوں میں سے صرف ایک نشست کے اختتام پر ہونے والے سوال وجواب کو بھی کتاب کے آخر میں شامل رکھا گیا ہے، کیونکہ ان سوالات میں بہت سے وہ عملی اشکالات زیرِ بحث آئے ہیں جو عام طور پر حجاجِ کرام کو پیش آتے ہیں۔ اس سے قارئین کے لیے مزید آسانی اور رہنمائی کا سامان بھی میسر آ گیا۔

یہ کتاب دراصل ایک علمی نشست کی توسیع شدہ اور مرتب شکل ہے۔ ہماری کوشش رہی ہے کہ اس میں آسانی، اختصار اور جامعیت کے درمیان مناسب توازن قائم رہے تاکہ ہر عام و خاص شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اگر اس میں کوئی خیر، نفع اور درست بات موجود ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے، اور اگر کہیں کوئی کمی یا لغزش رہ گئی ہو تو وہ میری بشری کمزوری ہے۔ اہلِ علم سے اصلاح و تنبیہ، اور تمام قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے حجاجِ کرام اور عام مسلمانوں کے لیے نافع بنائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ

25 اپریل 2026

عبد الرحمن منیر

خادم الحدیث جامعۃ الشیخ یحیی المدنی و جامعہ اویس قرنی

خطیب جامع مسجد شرف آباد (بہادرآباد، کراچی)

واٹس اپ نمبر:0324-4937996

لینڈلائن نمبر:0213-4937996

خطبہ

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم-

اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم-

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا- (آل عمران:97)

وقال اللّٰہ تعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید:

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ- (الحج:27)

صدق اللّٰہ العظیم-

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ - (بخاری شریف:1773)

وقال علیہ الصلاۃ والسلام:

مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ(بخاری:1521)

صدق رسولہ النبی الکریم ونحن علیٰ ذلک لمن الشاہدین والشاکرین والحمدللّٰہ رب العالمین-

سفر حج قدم بقدم

حج: جسمانی اور مالی مشقت کا حسین سنگم

محترم دوستو اور بزرگو!

اللہ تعالیٰ نے ہم پر تین قسم کی عبادات کو فرض کیا ہے۔ پہلی عبادت وہ ہے جو بدن سے ادا ہوتی ہے، جیسے نماز اور روزہ۔ ان عبادات میں مال کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ دوسری عبادت وہ ہے جو مال سے ادا ہوتی ہے اور اس میں بدن کا کوئی عمل دخل نہیں، جیسے زکوٰۃ، صدقات وغیرہ۔

لیکن ایک عبادت ایسی ہے جو بدن اور مال دونوں سے مل کر ادا ہوتی ہے، اور وہ حج بیت اللہ ہے۔ اس عبادت کے اندر انسان کی بہت بڑی صلاحیت، مکمل توانائی اور مال کا ایک بڑا ذخیرہ خرچ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی فرضیت کے لیے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ یہ صرف صاحبِ استطاعت پر فرض ہے۔ اگر کوئی معذور یا بیمار ہے تو اس پر وصیت کرنا ضروری ہے، اور اگر مال نہیں ہے تو یہ عبادت فرض ہی نہیں ہے۔

حج کی فرضیت قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ الحج میں اللہ کا ارشاد ہے کہ ہر استطاعت والے پر اللہ نے حج بیت اللہ لازم کر دیا ہے۔ احادیث کے اندر بھی اس کی سخت تاکید موجود ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس استطاعت تھی، سرمایہ تھا، جسم میں کوئی بیماری یا عذر نہیں تھا اور اس کے باوجود وہ حج بیت اللہ ادا نہ کر سکا، تو اس کے لیے سخت وعید ہے کہ پھر وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔[1] یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو استطاعت کے باوجود اس اہم فریضے کو ترک کر دیتا ہے۔

مقبول حج کی پہلی شرط: نیت کا کھرا پن

صرف حج کرنے کے لیے چلے جانا مطلوب نہیں، بلکہ اصل مطلوب وہ حج ہے جو 'حجِ مبرور' ہو۔ نبی کریم ﷺ نے جنت کا جو وعدہ

---

1 ۔ مفہوم حدیث۔ سنن دارمی

حاجیوں کے لیے کیا ہے، وہ مطلق حج کے لیے نہیں بلکہ فرمایا: "حجِ مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔"[2]

اس حجِ مبرور کی تین بڑی علامات ہیں:

پہلی علامت یہ ہے کہ حج خالصتاً اللہ کے لیے ہو (مَنْ حَجَّ لِلَّهِ)۔ اس میں نام و نمود، نمائش، دکھاوے اور لوگوں میں اپنی واہ واہ کروانے کا مقصد شامل نہ ہو کہ مجھے حاجی کہا جائے یا میرا تذکرہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے جب حج کا احرام باندھا تو ایک مختصر سی دعا فرمائی:

" اللّٰهُمَّ حَجَّةً لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ "[3]

(اے اللہ! ایسا حج نصیب فرما جس میں کوئی ریا، دکھاوا اور نام و نمود مقصود نہ ہو)۔

یہ دعا اللہ کے نبی ﷺ اس لیے پڑھ رہے ہیں تاکہ امت کو سکھا سکیں۔ لہٰذا ہر حاجی کو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد جب وہ تلبیہ پڑھے تو اپنے حج کی نیت کی تجدید کرے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر سوچے کہ میں حج کیوں کر رہا ہوں؟ میں کیوں اتنا پیسہ لگا رہا ہوں اور اپنی ملازمت و کاروبار چھوڑ کر آیا ہوں؟ اگر نیت کے اندر کھوٹ ہوا تو یہ سارا عمل اور محنت ضائع ہو جائے گی۔

حجِ مبرور کی پہچان: زندگی کا حقیقی انقلاب

دوسری علامت یہ ہے کہ اس حج کے اندر کوئی گناہ یا فحش بات نہ ہو۔ حج کے دوران اپنے وقت کو بہت تول تول کر خرچ کریں اور خود کو سو فیصد خیر کے کاموں میں مصروف رکھیں۔

اب حج میں گناہ کیسے نہیں ہو گا؟ تو اس کا حل بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر اپنے نفس کو خیر کے کاموں میں مصروف نہیں کیا تو یہ تمہیں گناہوں کے کاموں میں لگا دے گا۔ لوگ حج کرنے جاتے ہیں اور بلا ضرورت بازاروں میں 'ونڈو شاپنگ' (Window Shopping) کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کچھ لینا نہیں ہے تو بلا وجہ بازاروں میں گھومنا کیسا؟ البتہ اگر ضرورت ہے تو قرآن نے خود اجازت دی ہے کہ تم اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کر سکتے ہو، لیکن بلا ضرورت اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا درست نہیں۔ پورا حج ایسا ہو کہ اپنے اوقات کو ناپ تول کر خرچ کیا جائے۔

---

2 ۔ بخاری شریف: 1773

3 ۔ حدیث سنن ابن ماجہ

تیسری اور سب سے اہم علامت یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد حاجی کی زندگی کے اندر ایک واضح انقلاب اور تبدیلی رونما ہو جائے۔ بہت سے لوگ بے شمار حج کر لیتے ہیں لیکن ان کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ان کے کردار، گفتار، نشست و برخاست اور وضع قطع میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کوانٹٹی (Quantity) میں تو اضافہ ہو رہا ہے لیکن کوالٹی (Quality) نہیں مل رہی، حالانکہ اللہ کے ہاں تعداد نہیں بلکہ معیار مطلوب ہے۔

حجِ مبرور کی سب سے بڑی نشانی یہی ہے کہ اس کے بعد حاجی کی ترجیحات کا رخ تبدیل ہو جائے۔ جو پہلے بے نمازی تھا وہ نمازی بن جائے، جو پہلے نمازیں تو پڑھتا تھا لیکن خشوع و خضوع نہیں تھا اب اس کی نمازیں جاندار ہو جائیں۔ پہلے جس کا ذہن صرف دنیا میں لگا ہوا تھا، اب اس کا رخ آخرت کی طرف مڑ جائے۔ جو تبدیلی حج کے بعد حاجی کی زندگی میں نظر آئے، وہی اس کے حجِ مبرور ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

استطاعت کا پیمانہ اور خواتین کے لیے لازمی شرط

صاحبِ استطاعت شخص پر حج فرض ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس حج کے سفری اخراجات کے ساتھ ساتھ اپنی عدم موجودگی میں پیچھے رہ جانے والے اہل و عیال کے مکمل نفقے (اخراجات) کا بندوبست ہو۔ اگر یہ شرائط پوری ہوں تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ خواتین کے لیے ایک اضافی شرط محرم کی موجودگی ہے۔ اگر کسی خاتون کے پاس بے پناہ مال و دولت ہو لیکن کوئی محرم (جیسے شوہر، بھائی، بیٹا، یا چچا وغیرہ) ساتھ جانے کے لیے موجود نہ ہو، تو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا۔ اور جب فرض ہی نہیں تو اس کی ادائیگی کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ ہاں ایسی خاتون کو حج کی وصیت کرنی چاہیے۔

حج کے تین فرائض

حج کے بنیادی طور پر تین فرائض ہیں: 1۔ احرام باندھنا 2۔ وقوفِ عرفہ 3۔ طوافِ زیارت۔

حج کے واجبات

بالواسطہ حج کے واجبات کثیر تعداد میں ہیں لیکن چھ واجبات بنیادی ہیں:

1۔ سعی 2۔ وقوفِ مزدلفہ 3۔ رمی (شیطانوں کو کنکریاں مارنا) 4۔ قربانی

5۔ حلق یا قصر (بال منڈوانا یا کٹوانا) 6۔ اور آخر میں طوافِ وداع۔

خدانخواستہ اگر ان میں سے کسی واجب کی ادائیگی میں کوئی کمی بیشی رہ جائے توحج توادا ہو جاتا ہے، تاہم علمائے کرام سے رہنمائی لے کر 'دم' (قربانی) یادیگر مقررہ طریقوں سے اس کا تدارک کرنالازم ہوتاہے۔

کون ساحج کریں؟ بروقت اور درست فیصلہ

ہر حاجی کے لیے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ وہ کون ساحج کر رہا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ حج کا سفر شروع کر دیتے ہیں، مگر انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس قسم کے حج کی ادائیگی کرنے جارہے ہیں اور یہ فیصلہ وقت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ عازمینِ حج کو چاہیے کہ سفر سے قبل ہی اپنے دوستوں، گھر والوں اور علمائے کرام کے مشورے سے اس کا فیصلہ کر لیں۔

حج کی تین قسمیں ہیں: حجِ افراد، حجِ تمتع اور حجِ قران۔

1۔ حجِ افراد

سب سے پہلے 'حجِ افراد' کا ذکر کرتے ہیں۔ لفظِ افراد مفرد (سنگل) سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے کہ اس میں ایک ہی احرام سے صرف حج کی نیت کی جاتی ہے، عمرے کی نہیں۔ حاجی احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچتا ہے، طوافِ قدوم کرتا ہے (جو کہ سنت ہے)۔ بہتر ہے کہ اس طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے اور اگر طواف قدوم نہیں کرنا تو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے، تاہم کرنا بہتر ہے۔ اور پھر آٹھویں ذوالحجہ کو منیٰ، نویں کو عرفات، اور رات مزدلفہ میں گزارتا ہے۔ دسویں کی صبح وقوفِ مزدلفہ کے بعد بڑے شیطان کی رمی کی جاتی ہے۔ حجِ افراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں، البتہ کرنا بہتر ہے۔ اس کے بعد حلق یا قصر اور طوافِ زیارت ہوتا ہے۔ گیارہویں اور بارہویں کو تینوں شیطانوں کو رمی کی جاتی ہے، اور آخر میں طوافِ وداع ہوتا ہے۔ یوں بغیر عمرے کے صرف حج مکمل ہو جاتا ہے۔

2۔ حجِ تمتع

دوسری قسم 'حجِ تمتع' ہے، جس میں دو الگ الگ احرام باندھے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص پاکستان سے جدہ اور پھر مکہ جاتا ہے، تو وہ پہلے احرام میں صرف عمرہ کرتا ہے۔ عمرے کے بعد وہ حلق یا قصر کروا کر احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ پھر آٹھویں ذوالحجہ کو وہ حج کی نیت سے نیا احرام باندھتا ہے اور حجِ افراد والے تمام مناسک ادا کرتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ حجِ تمتع میں دمِ شکر والی قربانی واجب ہے۔ عموماً پاکستان سے جانے والے حاجی اپنی سہولت کے پیشِ نظر یہی حجِ تمتع ادا کرتے ہیں۔

3۔ حجِ قران: سب سے افضل حج

تیسری قسم 'حجِ قران' ہے، جو کہ سب سے افضل حج ہے۔ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک ہی حج ادا فرمایا اور راجح قول اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ حجِ قران ہی تھا۔ قران کا مطلب ملا ہوا ہونا ہے۔ اس میں ایک ہی احرام اور ایک ہی نیت سے حج اور عمرہ دونوں ایک ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔ اس حج میں درمیان میں حاجی احرام کی پابندیوں سے آزاد نہیں ہوتا ہے۔ عمرہ کرنے کے بعد حاجی احرام ہی میں رہتا ہے اور پھر آٹھویں ذوالحجہ سے حج کے مناسک شروع کر دیتا ہے۔ تمتع کی طرح قران میں بھی قربانی واجب ہوتی ہے۔ دسویں ذوالحجہ کو بڑے شیطان کی رمی کے بعد قربانی کی جاتی ہے، اور پھر حلق یا قصر کروا کر حاجی احرام کی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔

حجِ قران اس شخص کے لیے ممنوع ہے جو آفاقی جدہ سے مکہ جا کر عمرہ کرے، پھر احرام کھول کر مدینہ چلا جائے، اور واپسی پر مدینہ سے کسی کے کہنے پر حجِ قران کی نیت کر لے۔ جو شخص عمرہ کر کے مدینہ جا چکا ہے، وہ واپسی پر حجِ قران نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ حجِ افراد کی نیت کرے، البتہ اگر حج کے مناسک شروع ہونے میں وقت ہو تو پہلے عمرہ کرے اور پھر آٹھویں ذوالحجہ سے حج کا احرام باندھے، لیکن اس کے تمتع کا عمرہ وہ پہلا والا شمار ہوگا جو اس نے پاکستان سے جانے کے بعد کیا تھا۔

احرام کی نیت اور میقات

یاد رکھیں کہ حج کی ابتدا احرام سے ہوتی ہے اور احرام کا 'میقات' کی حدود سے پہلے باندھنا لازم ہے۔ میقات کے بعد احرام باندھنا درست نہیں۔ اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ اگر آپ جہاز سے جدہ کا سفر کر رہے ہیں تو میقات کی حدود آنے سے تقریباً آدھا پونا گھنٹہ قبل جہاز میں باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے تاکہ حاجی بروقت احرام باندھ سکیں۔

احرام کی نیت کے حوالے سے وقت اور مقام کا انتخاب نہایت اہم ہے۔ پاکستان سے ہوائی سفر کے دوران میقات آنے سے تقریباً پونا گھنٹہ پہلے اعلان کر دیا جاتا ہے، لہٰذا اس سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔ آپ گھر، ایئرپورٹ یا جہاز میں بھی نیت کر سکتے ہیں۔ جتنا جلدی نیت کریں گے، احرام کی پابندیاں اتنی ہی جلدی لاگو ہو جائیں گی، اس لیے احتیاط کے ساتھ آخری وقت (اعلان کے قریب) تک انتظار کیا جا سکتا ہے۔

اگر آپ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آ رہے ہیں تو سفر کے تین طریقے ہیں: گاڑی / بس، ٹرین یا ہوائی جہاز۔ ٹرین کے ذریعے ذوالحلیفہ (بیرِ علی) کا مقام صرف 7 سے 10 منٹ کی دوری پر آ جاتا ہے، جبکہ بس یا گاڑی سے یہ سفر تقریباً 25 منٹ کا ہوتا ہے۔ ٹیکسی ڈرائیورز عموماً ان مقامات سے واقف ہوتے ہیں، وہاں رک کر احرام کے نوافل ادا کرنے ہوتے ہیں اور مدینہ جانے کے لیے یہیں پر یا اِس سے پہلے نیت کرنا لازم ہے۔ یاد رکھیں کہ میقات سے پہلے پہلے احرام، نیت اور تلبیہ، یہ تینوں امور مکمل ہونے چاہئیں۔

پاکستانی کا جدہ سے مدینہ کا سفر: ایک اہم وضاحت

اگر کوئی شخص براہِ راست جدہ اتر کر پہلے مدینہ منورہ جانا چاہتا ہے، تو اسے جہاز میں احرام باندھنے یا نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ جدہ ایئرپورٹ پر اترنے کے بعد وہ عام لباس میں مدینہ جا سکتا ہے۔ احرام کی پابندی صرف اس صورت میں ہے جب آپ کا ارادہ پہلے مکہ جانے اور عمرہ یا حج کرنے کا ہو۔ مدینہ جانے والوں کے لیے اس وقت کوئی نیت یا احرام لازم نہیں ہے۔

احرام سے پہلے کی صفائی: سنتِ نبوی کا عکس

احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا سنت ہے۔ اس غسل میں صابن، خوشبو اور جسمانی نظافت (جیسے زیرِ ناف بال اور بغل کے بالوں کی صفائی) کا خاص خیال رکھا جا سکتا ہے کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔ ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ خوشبو جسم پر لگائیں، احرام کی چادروں پر نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک پر خوشبو ملی کرتی تھیں جس کا اثر کچھ دن تک رہتا تھا۔ چادروں پر خوشبو نہ لگانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ نے احرام اتار کر دوبارہ پہنا، تو وہ خوشبو والا لباس پہننے کے زمرے میں آ سکتا ہے، جس سے 'دم' یا صدقہ لازم ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس باریکی کی وجہ سے احرام پر خوشبو نہ لگانے کا کہ جاتا ہے۔

احرام کی حقیقت: سادگی کا لبادہ

احرام محض دو چادروں کا نام ہے، ایک نیچے باندھنے کے لیے اور ایک اوپر اوڑھنے کے لیے۔ اس میں کوئی پیچیدہ 'راکٹ سائنس' نہیں ہے۔ نیچے کی چادر تہبند کی طرح باندھی جاتی ہے اور اوپر کی چادر اوڑھ لی جاتی ہے۔ اگر کوئی بوڑھا شخص یا عذر والا حاجی ستر کھلنے کے ڈر سے چادر کے کناروں پر ہلکی سی سلائی یا اوور لاک کروانا چاہے تو اس کی گنجائش ہے، مگر ایسا لباس نہیں ہونا چاہیے جو باقاعدہ

قمیص، آستین یا پاجامے کی شکل (ہیئت) اختیار کر لے۔ اسی طرح ازار بند یا لاسٹک کا استعمال عام حالات میں بہتر نہیں، البتہ شدید ضرورت کی صورت میں بڑی عمر کے افراد یا معذور افراد کے لیے گنجائش موجود ہے۔

قبولیت کے ساتھ آسانی کی انوکھی دعا

نیت سے قبل دو رکعت نفل پڑھنا سنت ہے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو)۔ پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ نفل کے بعد سر سے ٹوپی اتار کر حج کی نیت کریں۔

- **حج افراد:** اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي

"اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔"

- **حج قران:** اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي

"اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں کا ارادہ کرتا ہوں، انہیں میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔"

- **حج تمتع:** (پہلے صرف عمرے کی نیت کریں)۔- اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي

"اے اللہ! میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔"

پھر عمرہ مکمل کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے، اور 8 ذوالحجہ کو دوبارہ حج کی نیت کی جاتی ہے۔

حج کی نیت میں ایک خاص جملہ " فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي "(اے اللہ! اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما) شامل ہے۔ شریعت کی تمام عبادات میں صرف قبولیت مانگی جاتی ہے، لیکن حج وہ واحد عبادت ہے جس میں اللہ سے 'آسانی' کی دعا بھی مانگی گئی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سفر مشقت طلب ہے اور اللہ کی توفیق اور آسانی کے بغیر اسے مکمل کرنا ممکن نہیں۔

حج اور انسانی مشقت

حج میں مشکلات کا نہ ہونا ناممکن ہے۔ اگر کوئی عالم یا مفتی یہ کہے کہ حج میں مشکل نہیں ہوگی، تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی دعویٰ کرے کہ دنیا میں تکلیف نہیں ہوگی۔ ظاہر ہے دنیا میں تکلیف تو ہے، تکالیف سے پاک جگہ صرف جنت ہے۔ بالکل اسی طرح حج میں بھی قدم قدم پر مشکلات پیش آتی ہیں، کیونکہ حج کے دوران حاجی کو احرام پہنا کر اس کے آرام دہ ماحول

(Comfort zone) سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ اور جب انسان اپنے کمفرٹ زون سے نکلتا ہے تو اسے تکلیف کا احساس ضرور ہوتا ہے۔

اسی مشقت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے جو دعا سکھائی ہے، اس میں آسانی مانگی گئی ہے کہ اے اللہ! میرے لیے آسانی فرما اور اپنے فضل سے اسے قبول فرما۔ یہ نیت ویسے تو دل کے ارادے کا نام ہے، لیکن اسے زبان سے ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ نیت کے بعد تین دفعہ بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں: "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ"۔

تلبیہ کی روح: ایک تاریخی پکار

تلبیہ کی روح اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب حاجی یہ پڑھتا ہے، تو درحقیقت وہ آج سے پانچ ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار کا جواب دے رہا ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں جبلِ ابو قبیس پر کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کے لیے بلانے کا حکم دیا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا کہ یا اللہ! یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے، نہ کوئی انسان، نہ جن، اور نہ ہی پانی۔ میری آواز کیسے پہنچے گی؟

احادیث کے مطابق، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پست اور بستیوں کو بلند کر دیا اور فرمایا: "اے ابراہیم! تمہارا کام صرف اعلان کرنا ہے، اس آواز کو پہنچانا میرا کام ہے۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز لگائی: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔" روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پکار کو ماؤں کے پیٹ اور باپوں کی پشتوں میں موجود تمام روحوں تک پہنچا دیا۔ جس نے اس وقت جتنی مرتبہ اس پکار کے جواب میں تلبیہ کہا، اللہ اسے اتنی ہی مرتبہ بیت اللہ کی زیارت نصیب فرماتا ہے۔

پس یہ تلبیہ دراصل اسی پکار کا جواب ہے کہ "میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ ساری تعریفیں، ستائشیں اور بادشاہی تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔" یہ تلبیہ تین دفعہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھیں اور پھر یہ دعا مانگیں: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ" (اے اللہ! اس حج کے ذریعے مجھے تیری رضا اور جنت چاہیے، اور تیرے غضب اور جہنم کی آگ سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں)۔

احرام کی شروعات اور خواتین کے احکام

یہاں سے اب احرام کی پابندیوں کا باقاعدہ آغاز ہو جاتا ہے۔ حاجی جب بھی تلبیہ پڑھتا ہے، تو حدیث شریف کے مطابق، اس کے دائیں بائیں، آگے پیچھے موجود درخت، پتھر اور کنکر سب اس کے ساتھ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا، موقع بہ موقع تلبیہ پڑھتے رہیں۔ بسوں میں یا لوگ جب اکٹھے ہوں تو بلند آواز سے پڑھیں۔ البتہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں خواتین کے لیے حکم ہے کہ وہ تلبیہ آہستہ آواز میں پڑھیں، بلند آواز سے نہیں۔ اگر کوئی خاتون ناپاکی کی حالت میں ہے، تو وہ نفل نماز نہیں پڑھے گی، باقی غسل اور نیت کر کے تلبیہ پڑھے گی، جس سے اس پر احرام کی پابندیاں شروع ہو جائیں گی۔

خواتین کو احرام کے دوران رنگ برنگا لباس پہننے کی ممانعت نہیں ہے، وہ اوپر برقع پہن سکتی ہیں، البتہ ان کے لیے چہرہ کھلا رکھنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ پردہ نہیں کریں گی؛ پردہ ضرور کریں، لیکن ایسا نقاب استعمال کریں جو چہرے سے مس نہ ہو۔ آج کل ایسی کیپس (Caps) دستیاب ہیں جن کے آگے نقاب لگا ہوتا ہے، تاکہ کپڑا چہرے کو نہ چھوئے۔ شرعاً ایسا کرنا واجب ہے۔ خواتین احرام کی حالت میں زیورات، موزے اور دستانے تو پہن سکتی ہیں، لیکن زیورات پہننے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔

احرام کی اہم پابندیاں

احرام کی پابندیوں میں مردوں کے لیے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ سلا ہوا لباس نہیں پہن سکتے اور اپنے چہرے اور سر کو نہیں ڈھانپ سکتے۔ مردوں کے لیے چھتری کا استعمال اس طرح جائز ہے کہ وہ سر سے اونچی ہو اور اسے مس نہ کرے۔ جیسے کہ عموماً ہوتی ہے۔ نئی ڈیزائن کی چھتریاں بعض اوقات سر کو ڈھانپ لیتی ہیں، اس لئیے وہ نہیں پہن سکتے۔

خوشبو کا استعمال سختی سے منع ہے، یہاں تک کہ خوشبو کو قصداً سونگھنے یا خوشبو دار ٹشو پیپرز کے استعمال کی بھی اجازت نہیں۔ جسم سے کوئی میل کچیل دور کرنا، ناخن کاٹنا اور بال کاٹنا منع ہے۔ وضو کے دوران داڑھی کا خلال بھی اتنی احتیاط سے کریں کہ بال نہ ٹوٹیں۔ اگر رات کو سوتے ہوئے رخسار (گال) تکیے پر لگ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اوندھے منہ سونا، جس سے چہرہ چھپ جائے، احرام میں منع ہے۔ اسی طرح سوتے وقت چہرے اور سر کو کپڑے سے ڈھانپنا مناسب نہیں۔

احرام میں جوتوں کا درست انتخاب

جوتوں کے حوالے سے مردوں کے لیے شرط ہے کہ وہ ایسے جوتے پہنیں جن میں ان کے ٹخنے، ایڑی اور ایڑی کے اوپر کا حصہ جو ٹخنوں کی سیدھ میں ہے، اور پاؤں کی پشت پر موجود ابھری ہوئی ہڈی (جوتے کا تسمہ باندھنے والی جگہ) مکمل کھلی ہوئی ہو۔

لوگ اکثر چپلوں کی تصاویر بھیج کر پوچھتے ہیں کہ دورانِ احرام انہیں استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ دراصل، ہر حاجی کے پاؤں کے سائز کے لحاظ سے چپل کا انتخاب مختلف ہوتا ہے۔ احرام کی حالت میں مردوں کے لیے جوتے کے حوالے سے بنیادی شرط یہ ہے کہ پاؤں کی پشت پر موجود ابھری ہوئی ہڈی مکمل ننگی ہونی چاہیے۔ اگر کسی کو پرانے زمانے کی دو پٹی والی ہوائی چپل پہننے کی عادت ہے، تو یہ بالکل درست ہے۔ تاہم، آج کل لوگ زیادہ آرام دہ جوتوں کے عادی ہو چکے ہیں، اس لیے یہ دیکھنا انتہائی ضروری ہے کہ جوتے کی پٹی اس ابھری ہوئی ہڈی کے اوپر نہ آئے۔

اگر پٹی اس ہڈی کو ڈھانپ رہی ہے تو وہ چپل پہننا جائز نہیں۔ اگر پٹی صرف آگے انگلیوں کی طرف ہے اور ہڈی کھلی ہوئی ہے تو ایسی چپل پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح پاؤں کی ایڑی کا پچھلا حصہ اور ٹخنے بھی مکمل طور پر کھلے ہونے چاہئیں۔ غرض، جس جوتے میں یہ چاروں شرائط (ٹخنے، ایڑی، ایڑی کے پیچھے کا حصہ، اور پاؤں کی اوپر کی ہڈی کا کھلا ہونا) پوری ہو رہی ہوں، اسے احرام کی حالت میں باآسانی پہنا جاسکتا ہے۔ ذیل میں نقشہ کی مدد سے آپ باآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

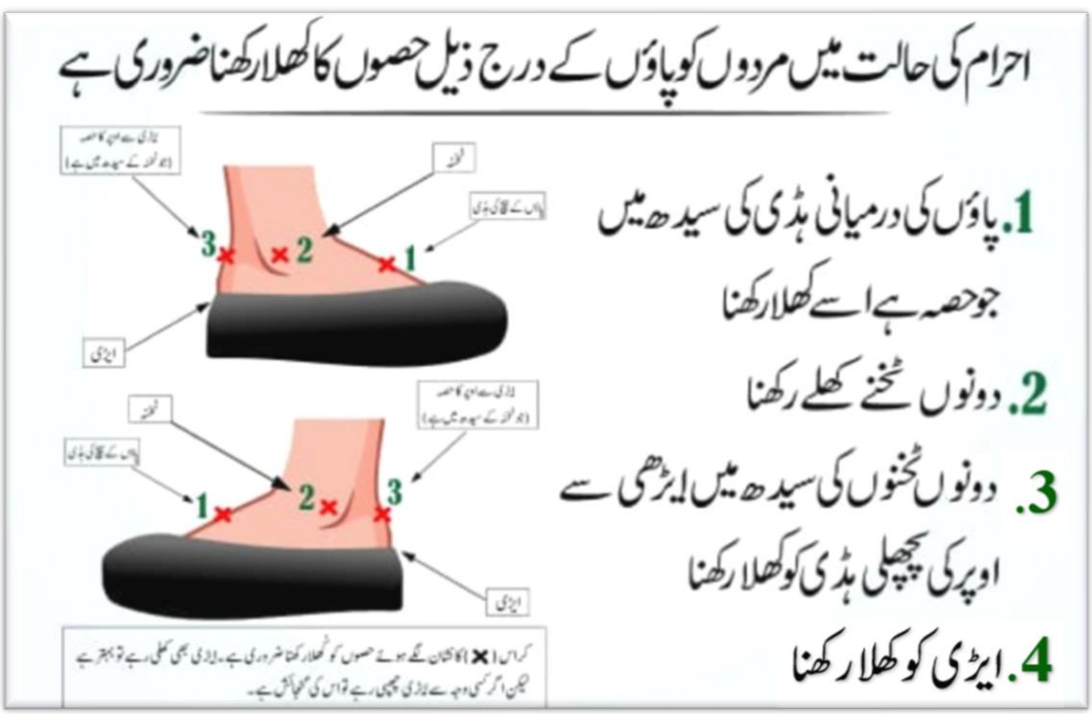

دورانِ احرام تعلقات کی حدود

احرام کی حالت میں ایک اور بڑی پابندی زوجین کے باہمی تعلقات کے حوالے سے ہے۔ احرام باندھنے کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے سے شہوت یا رومانوی گفتگو سے مکمل پرہیز کریں۔ اس دوران نہ تو جسمانی تعلق قائم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی لائیو، فون یا ویڈیو کال پر اس قسم کی کوئی بات کی جا سکتی ہے۔ البتہ ضرورت کی بات چیت، کام کاج، یا گھر بار کے معاملات کے بارے میں فون یا ویڈیو کال پر بات کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

احرام کی حالت میں کچھ اعمال مکروہ ہیں۔ مثلاً سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا، یا اس زور سے کھجانا کہ بال ٹوٹ کر گر جائیں، مکروہ ہے۔ جان بوجھ کر جسم سے میل کچیل دور کرنا بھی درست نہیں۔ اگر پسینے کی وجہ سے قدرتی طور پر میل جمع ہو جائے تو اسے زبردستی کھرچ کر ہٹانا مکروہ عمل ہے۔ اس دوران خوشبودار صابن اور شیمپو کا استعمال تو قطعی طور پر منع ہے۔ جہاں تک احرام کی چادروں کا تعلق ہے، تو انہیں ضرورت پڑنے پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ایک چادر اتار کر دوسری یا تیسری دھلی ہوئی چادر پہننے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

احرام میں جائز اور مباحات کا دائرہِ کار

وہ اشیاء جنہیں براہِ راست کھایا جاتا ہے، جیسے الائچی یا لونگ، انہیں احرام کی حالت میں منہ میں رکھنا منع ہے کیونکہ ان سے خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ البتہ، اگر الائچی سالن یا بریانی میں پک کر آئے تو اسے کھانے میں کوئی مسئلہ نہیں۔ اسی طرح تمباکو یا چھالیہ، جن میں خوشبو شامل ہوتی ہے، ان کا استعمال بھی احرام میں مکروہ ہے۔ اگرچہ ان کے استعمال سے دم واجب نہیں ہوتا، لیکن کراہت کے پیشِ نظر اس سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔

دورانِ حج کچھ امور بالکل مباح (جائز) ہیں۔ ایسا غسل کرنا جس میں جسم سے میل کچیل دور کرنے کا ارادہ نہ ہو، بلا جھجک کیا جا سکتا ہے۔ احرام کو سنبھالنے کے لیے بیلٹ باندھنا اور اس میں سامان یا پیسے رکھنا بھی جائز ہے۔ دھوپ سے بچنے کے لیے ہاتھ والی چھتری کا استعمال بھی درست ہے۔ اس کے علاوہ خیمے میں یا کسی بھی سایہ دار جگہ پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مسواک، ادویات اور انجیکشن کا استعمال بھی مباح ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو گردن اور حلق کو بھی کسی کپڑے سے ڈھانپا جا سکتا ہے۔ البتہ، احرام کی حالت میں

خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا کسی کو شکار میں مدد دینا قطعی طور پر منع ہے۔ اگر کوئی موذی جانور جان کے لیے خطرہ بنے یا تکلیف کا ذریعہ بنے جیسے مچھر یا چیونٹی وغیرہ تو اسے مارنے میں کوئی ممانعت نہیں۔ اسی طرح خوشبو کے بغیر والا تیل بھی لگایا جا سکتا ہے۔

طواف کی شرائط اور آداب

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد، جبکہ احرام کی پابندیاں لاگو ہو چکی ہوتی ہیں، حاجی کا سب سے پہلا عمل طواف ہوتا ہے۔ اگر کوئی حجِ افراد کر رہا ہے، تو وہ طوافِ قدوم کرے گا جو کہ سنت ہے۔ حجِ قران یا حجِ تمتع کرنے والا حاجی اپنے عمرے کا طواف کرے گا۔ نماز کی طرح طواف کے لیے بھی باوضو ہونا اور لباس کا پاک ہونا بنیادی شرط ہے۔ اگر وضو نہیں ہے یا کپڑے ناپاک ہیں تو طواف ادا نہیں ہو گا۔ طواف کے دوران بلاضرورت دنیاوی بات چیت یا خوامخواہ کی گفتگو اور کھانے پینے سے گریز کرنا چاہیے۔

خواتین کے لیے طواف کی بنیادی شرط ایامِ مخصوصہ سے پاک ہونا ہے۔ اگر کوئی خاتون ناپاکی کی حالت میں ہے، تو وہ حج کے دیگر تمام ارکان ادا کر سکتی ہے، لیکن طواف نہیں کر سکتی۔ چونکہ طواف مسجدِ حرام کے اندر ہوتا ہے اور ایسی حالت میں مسجد میں داخلہ منع ہے، اس لیے وہ پاک ہونے تک طواف کو مؤخر کرے گی۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ بغیر کسی معقول شرعی عذر کے وہیل چیئر یا سواری پر طواف اور سعی کرنا شرعاً منع ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر عذر کے سواری پر طواف یا سعی کر لے، تو اس پر دم واجب ہو جائے گا۔ شرعی عذر سے مراد یہ ہے کہ جو شخص نماز کرسی پر پڑھتا ہو وہ طواف اور سعی بھی وہیل چیئر پر بیٹھ کر کر سکتا ہے یا اس گاڑی پر جو حرم شریف میں چلائی جا رہی ہے، نیز شرعی عذر سے مراد وہ کیفیت بھی ہے جس میں پیدل چلنے سے جان کو خطرہ ہو یا بیماری کے شدید بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، ہلکی پھلکی مشقت عذر میں داخل نہیں ہے۔ دورانِ طواف سینہ یا پیٹھ کعبہ کی طرف کرنا (جیسے سیلفی لینے کے لیے) بھی مناسب نہیں۔ طواف، کعبہ کو صرف بائیں جانب رکھ کر ہی کیا جاتا ہے۔

طواف کا طریقہ

سب سے پہلے نیت کر لیں۔ نیت کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ حجر اسود کے پاس جا کر ہی نیت کر لیں بلکہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے مطاف میں اتر کا طواف کیلئے دل میں نیت کر لیں زبان سے بھی کر سکتے ہیں کہ اے اللہ میں سات چکر طواف کا ارادہ کر رہا ہوں اس کو آسان فرما اور قبول فرما!

پھر بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا کندھا حجر اسود کے مقابل ہو یعنی حجر اسود داہنی طرف پر رہے، گویا حجر اسود سے تھوڑا پہلے حجر اسود کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح نماز کے لئے اٹھائے جاتے ہیں (یعنی کانوں کے برابر) اور ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ

اور پھر ہاتھ چھوڑ دے اور حجر اسود کی سیدھ میں کھڑا ہو کر استلام کرے، وہ اس طرح کہ منہ، سینہ اور پاؤں کی انگلیاں سب حجر اسود کی طرف ہو اس طرح کھڑا ہو کر ہاتھ کی پشت اپنی طرف ہو ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف ہو سینے سے اوپر نہ اُٹھائے اور حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کو بغیر آواز کے چوم لے۔

اور اب طواف کیلئے چلنا شروع کر دے اس طرح کہ بیت اللہ الٹی طرف ہو اور پیٹھ یا سینہ بیت اللہ کی طرف نہ ہو، نظر بھی اگر بیت اللہ پر نہ پڑے تو بہتر ہے اِلاّ یہ کہ ساتوں چکروں میں جب بھی استلام کرنا ہو اس وقت نظر بھی پڑے گی اور استلام کے وقت پاؤں اپنی جگہ پر رہیں گے، صرف چہرہ اور ہاتھ اس طرف کرینگے۔ یوں سات چکروں کے لیے سات استلام بھی ہو جائیں گے۔

طواف کے ساتوں چکروں میں کوئی ایسی مخصوص دعا مقرر نہیں جسے شریعت نے فرض یا واجب قرار دیا ہو۔ اس لیے طواف کرنے والا اپنے دل کی کیفیت اور سہولت کے مطابق دعا، ذکر، تسبیح، استغفار یا تلاوتِ قرآن کر سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ہر چکر کے لیے الگ الگ دعائیں ثابت نہیں ہیں، لہٰذا کسی خاص دعا کو ضروری سمجھنا درست نہیں۔

میں ایک آسان اور مفید طریقہ عرض کرتا ہوں جس سے طواف کے چکر یاد رکھنے میں بھی سہولت رہتی ہے اور عبادت میں خشوع و یکسوئی بھی پیدا ہوتی ہے۔ میں خود بھی اسی پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں:

- پہلے دو چکروں میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، تیسرا اور چوتھا کلمہ وغیرہ پڑھے۔
- اس کے بعد اگلے دو چکروں میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، چاہے مختصر درود ہو، درودِ ابراہیمی ہو یا اپنی زبان میں محبت و عقیدت کے ساتھ درود و سلام پیش کیا جائے۔
- پھر اگلے دو چکروں میں استغفار کرے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے، عاجزی اور ندامت کے ساتھ دعا کرے اور اپنی کوتاہیوں پر اللہ کے حضور گڑگڑاتا رہے۔

• آخری چکر میں اپنی جائز حاجات، دنیاو آخرت کی بھلائیاں، آسانیاں، مغفرت، خاتمہ بالا یمان اور اپنے اہل و عیال کے لیے خوب دعائیں مانگے۔ اور یہ دعائیں عربی میں کرنا ضروری نہیں، اردو میں بھی کر سکتے ہیں۔

اس طریقے سے طواف کے چکر بھی آسانی سے یاد رہتے ہیں اور عبادت کی روح، توجہ اور کیفیت میں اضافہ بھی محسوس ہوتا ہے۔

البتہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما، آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما۔"

اس کے علاوہ بندہ اپنی زبان میں، اپنی حاجات اور خشوع کے ساتھ جو دعائیں چاہے مانگ سکتا ہے۔ یہی شریعت کی آسانی اور رحمت ہے۔ طواف کرتے وقت بھی حاجی کو چاہئے کہ یکسوئی سے اللہ کا ذکر کرے جب کوئی زائر مطافِ پاک میں قدم رکھتا ہے تو وہ صرف ایک عمارت کے گرد نہیں گھومتا، وہ ہزاروں سال کی نبوت، عبادت اور قربانی کے گرد طواف کرتا ہے۔

یہ وہی زمین ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیواریں اٹھائیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پتھر تھمائے، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کر ماں کی محبت کو ہمیشہ کے لیے عبادت بنا دیا۔ قدیم کتبِ تاریخِ مکہ میں ان مقامات کے ساتھ بعض انبیاءِ کرام علیہم السلام کی قبور کے تذکرے بھی ملتے ہیں، جو اس سر زمین کی روحانی گہرائی کو اور بڑھا دیتے ہیں۔

بعض تاریخی کتابوں میں یہ بات مذکور ہے مطاف میں خاص کر حجر اسود سے زمزم کے کنویں کے درمیان کم و بیش ستر انبیآء مدفون ہیں۔ امام ازرقیؒ نے لکھا ہے کہ یہ انبیاءِ کرام حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور یہیں ان کی وفات ہوئی۔

رمل اور اضطباع کا فلسفہ

طواف شروع کرنے سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا اس طواف کے بعد سعی کرنی ہے یا نہیں۔ اگر حجِ قران یا حجِ تمتع ہے تو اس میں پہلے عمرہ کی ادائیگی ہوتی ہے جس کے بعد سعی لازم ہے اور حج کی سعی الگ ہوتی ہے۔ حج قران میں بہتر ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد حج کا طوافِ قدوم کرے اور حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرے۔ حج تمتع میں حج کی سعی طوافِ زیارت کے بعد ہوتی ہے اور حج افراد کے طواف قدوم کے بعد سعی کرنا بہتر نہیں۔ اگر طواف کے بعد سعی ہو تو ایسے طواف میں دو سنتوں پر عمل کیا جاتا ہے۔

پہلی سنت 'اضطباع' ہے۔ اس میں احرام کی اوپر والی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیا جاتا ہے، جس سے دایاں کندھا ننگا ہو جاتا ہے۔ پورے سات چکروں میں کندھا اسی طرح کھلا رکھا جاتا ہے۔ اگر طواف کے بعد سعی نہیں کرنی، تو اضطباع بھی نہیں کیا جائے گا۔

دوسری سنت 'رمل' ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ طواف کے ابتدائی تین چکروں میں تھوڑا سا اکڑ کر اور ذرا تیز قدموں سے چلنا۔ عام حالات میں شریعت نے اکڑ کر چلنے کو سختی سے منع فرمایا ہے، لیکن حج کے اس مقدس سفر میں اللہ تعالیٰ یہ دکھاتے ہیں کہ بندگی اپنی مرضی کا نہیں بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل کا نام ہے۔ جس ذات نے عام حالات میں اکڑنے سے منع کیا تھا، اسی کی رضا کے لیے بیت اللہ کے گرد اس مخصوص انداز میں چلنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔

بندگی کا منفرد انداز اور رمل کی حکمت

طواف کے دوران 'رمل' یعنی ابتدائی تین چکروں میں پہلوانوں کی طرح ذرا اکڑ کر اور تیز قدموں سے چلنا ایک خاص سنت ہے۔ اس کی تاریخی حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کے لیے مکہ تشریف لائے، تو مشرکینِ مکہ نے افواہ پھیلائی کہ مدینہ کی ہوا نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ طواف کے ابتدائی تین چکروں میں کندھے ہلا کر اور پر وقار انداز میں تیز چلیں تاکہ کفار کو ان کی قوت کا اندازہ ہو۔ آج اگرچہ وہ مشرکین نہیں رہے، لیکن اللہ کو اپنے محبوب ﷺ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اسے قیامت تک کے حاجیوں کے لیے سنت بنا دیا گیا۔ یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ بندگی صرف عاجزی کا ہی نام نہیں، بلکہ اللہ کے حکم پر اپنی چال ڈھال بدل لینا بھی عین عبادت ہے۔

رمل کے بعد بقیہ چار چکر اپنی نارمل چال میں پورے کیے جاتے ہیں۔ رمل میں کچھ مشقت ہو سکتی ہے مگر تھوڑی سی مشقت کے لیے رمل کی سنت کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہاں! اگر شدید عذر ہو یا رش کی وجہ سے چلنا مشکل ہو تو الگ بات ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر تین چکروں میں رمل نہ ہوا تو باقی میں چار چکروں میں کر لیں، کیونکہ جس طرح تین چکروں میں رمل "کرنا" سنت ہے ویسے ہی بقیہ چار چکروں میں رمل "نہ کرنا" بھی سنت ہے۔

بعد از طواف مقامِ ابراہیم پر دو رکعت

طواف مکمل کرنے کے بعد 'مقامِ ابراہیم' کے پیچھے دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے وہاں جگہ

نہ ملے، تو پوری مسجدِ حرام میں کہیں بھی یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے، بلکہ آج کل جو رش کے حالات ہیں، ان میں مقام ابراہیم کے پیچھے نہ ہی جائیں۔ پورے حرم میں کہیں بھی یہ دو رکعت پڑھ لیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھنا بہتر ہے۔ یہ نماز مکروہ اوقات (جیسے طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور زوال) میں نہیں پڑھنی چاہیے۔

اس نماز کے بعد حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھائی تھی، اس دعا کا اہتمام کر لیں۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي، وَتَعْلَمُ حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤْلِي، وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي، وَيَقِينًا صَادِقًا حَتَّى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي، وَرِضًا مِنَ الْمَعِيشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِي-

اردو ترجمہ: اے اللہ! تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے، پس میری معذرت قبول فرما۔ تو میری حاجت کو جانتا ہے، پس میری طلب پوری فرما۔ تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے، پس میرے گناہ بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں اتر جائے، اور ایسا سچا یقین کہ میں جان لوں کہ مجھے صرف وہی چیز پہنچتی ہے جو تو نے میرے لیے لکھ دی ہے، اور مجھے اپنی تقسیم کردہ روزی و زندگی پر رضا عطا فرما۔

یہ دعا اتنی جاندار، اتنی شاندار، اتنی جامع اور اتنے معنی خیز ہے کہ آدمی ہر وقت اس دعا کو پڑھے۔

طواف کے دوران ایک عام غلطی اور مقامِ ابراہیم کے نفل

ایک غلطی بہت عام ہے کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، نماز کے اندر بھی اضطباع ہو رہا ہے تو یہ لوگ مکروہ کام کر رہے ہیں۔ طواف ختم ہونے پر اضطباع بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اضطباع ختم ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نفل پڑھنی ہوتی ہے۔

آبِ زمزم

طواف اور نماز سے فراغت کے بعد اگلا مرحلہ آبِ زمزم پینے کا ہے۔ زمزم پیتے وقت قبلہ رو ہو کر کھڑے ہونا اور خوب پیٹ بھر کر پینا سنت ہے۔ یہ وہ پانی ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جس نیت سے پیا جائے، اللہ وہی مراد پوری فرماتا ہے۔

ملتزم پر دعا--اصل ملتزم کہاں ہے؟

اس کے بعد ملتزم کے سامنے دعا ہوتی ہے۔ ملتزم بیت اللہ کے اندر ایک مخصوص جگہ ہے۔ لوگ ملتزم کو خانہ کعبہ کے دروازے کے

نیچے والا حصہ سمجھتے ہیں اور وہیں پر شدید رش ہوتا ہے۔ حالاں کہ وہ جگہ اصل ملتزم ہے ہی نہیں۔ ملتزم دراصل بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان چھ سے سات فٹ کی جگہ ہے۔ اس حصے پر رش بھی کم ہوتا ہے اور وہی اصل ملتزم ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رخسار کعبۃ اللہ کی دیوار پر رکھتے تھے اور خوب اللہ سے دعائیں کرتے تھے۔ لیکن چونکہ اب مستقل وہاں پر خوشبو لگی ہوتی ہے، تو اب احرام کی پابندی کے ساتھ آدمی وہاں نہیں جا سکتا۔ ورنہ خوشبو لگنے کی وجہ سے اس پر دم یا کوئی جنایت واجب ہو سکتی ہے۔ اب اگر جانا ہو تو احرام کی حالت کے بغیر جائے۔

صفا و مروہ کی سعی: طریقہ کار

زمزم پینے کے بعد حاجی سعی کے لیے جائے گا۔ سعی کا استلام وہ پہلے ہی کر چکا ہوتا ہے، اگر نہیں کیا تو اس کو حجر اسود تک جانا پڑے گا۔ اگر بہت رش ہے اور اس نے چھوڑ دیا تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ آٹھویں استلام کے بعد وہ استلام کر لیا کرے۔ صفا اور مروہ کی سعی میں ابتدا صفا سے ہوگی۔ صفا کی پہاڑی پر مکمل اوپر چڑھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ یعنی اگر کوئی پہاڑی کا ایک تہائی (ون تھرڈ) حصہ بھی چڑھ جائے، تو وہ صفا کا آغاز کر سکتا ہے۔ وہاں قبلہ رخ ہو کر دعا مانگے گا۔ دعا کے کچھ مخصوص الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی ہیں جیسے " أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ "(میں اسی چیز سے آغاز کرتا ہوں جس سے اللہ نے آغاز فرمایا۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔) مخصوص الفاظ ہیں، اسکے بعد بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد و ثنا اور تکبیر و تہلیل یوں کرے:

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ مَا هَدَانَا-لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ-لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَأَعَزَّ جُنْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ-

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف اسی کے لیے ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے، اور وہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا۔ ہر بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے،

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی، اپنے لشکر کو عزت دی، اور اکیلے ہی تمام گروہوں کو شکست دی۔

اسکے بعد خوب دعاؤں کا اہتمام کرے۔ اللہ سے آسانی مانگے اور صفا مروہ کے چکر لگائے۔

سعی کے دوران صفا سے مروہ تک جانا ایک چکر شمار ہوتا ہے اور مروہ سے واپس صفا آنا دوسرا چکر۔ یوں سات چکروں کا اختتام مروہ کی پہاڑی پر ہوتا ہے۔ ان پورے سات چکروں میں کوئی مخصوص دعا مقرر نہیں ہے۔ تو جو پیٹرن میں نے آپ کو پہلے بتایا تھا، اگر اسی پر عمل کر لیں تو بہت ہی اچھا ہے کہ پہلے دو چکروں میں اللہ کی تعریف، دوسرے دو چکروں میں درود شریف، پھر دو چکروں کے اندر استغفار اور اپنے گناہوں کی معافی، اور آخری چکر میں اپنی جائز حاجت مانگیں۔ ورنہ جو بھی آپ پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

صفا اور مروہ کے درمیان ایک جگہ ایسی آتی ہے جہاں سبز ستون (Green Lights) لگے ہوئے ہیں؛ یہاں مردوں کے لیے ذرا تیز دوڑنا سنت ہے، جبکہ خواتین اپنی عام رفتار برقرار رکھیں گی۔ یہ دوڑنا دراصل حضرت ہاجرہ علیہ السلام کی اس تڑپ کی یاد تازہ کرتا ہے جو انہوں نے اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی کی تلاش میں دکھائی تھی۔

یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا ثابت ہے:

" رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ الأَعَزُّ الأَكْرَمُ"

"اے میرے رب! بخش دے، رحم فرما، اور اُن خطاؤں سے درگزر فرما جنہیں تو جانتا ہے۔ بے شک تو ہی سب سے زیادہ عزت والا، سب سے زیادہ کرم والا ہے۔"

قصر و حلق: احرام سے آزادی کا لمحہ

سعی مکمل کرنے کے بعد آخری مرحلہ سر کے بال کٹوانے کا ہے، جسے 'حلق' (سر منڈوانا) یا 'قصر' (بال چھوٹے کروانا) کہا جاتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ حج قِران کرنے والا حلق یا قصر نہیں کروائے گا بلکہ بدستور احرام میں ہو گا۔ اور حج افراد کرنے والا صرف طوافِ قدوم ہی کرے گا، سعی نہیں کرے گا، اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی کر لی تو اگرچہ بہتر نہیں لیکن وہ بھی حلق یا قصر نہیں کر سکتا کیونکہ وہ حج کی سعی ہے اور ابھی حج شروع نہیں ہوا ہے۔ صرف حجِ تمتع والا سعی کے بعد حلق کرے گا کیونکہ اس کا عمرہ اِسی طرح ختم ہو گا۔

اب مردوں کے لیے سر منڈوانا افضل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین بار اور بال کٹوانے والوں کے لیے ایک بار دعا فرمائی۔ بال قصر کروانے کے لیے ضروری ہے کہ پورے سر سے کم از کم ایک پورے (انگلی کے ایک جوڑ) کے برابر بال کٹوائے جائیں۔ صرف چند جگہوں سے قینچی چلا لینا کافی نہیں ہے۔ خواتین کے لیے صرف 'قصر' کا حکم ہے، یعنی وہ اپنے سر کے بالوں کو ہر طرف سے جمع کر کے اس کی لٹ کو انگلی کے ایک پورے کے برابر کاٹ لیں۔

بال کٹوانے کے ساتھ ہی حجِ تمتع کرنے والے کا عمرہ مکمل ہو جاتا ہے اور احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اب حجِ تمتع کرنے والا حاجی عام لباس پہن سکتا ہے اور وہ تمام کام جو احرام میں ممنوع تھے، حلال ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ لمحہ ہے جب بندہ اللہ کے حضور اپنی حاضری کی پہلی منزل کامیابی سے طے کر لیتا ہے۔ اب اسے چاہیے کہ آٹھ ذوالحجہ (حج کے ایام کی شروعات) تک اپنا زیادہ تر وقت ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن اور طوافِ نفل میں گزارے اور فضول گفتگو سے پرہیز کرے۔

مسافر اور مقیم کی تفریق: سفر کے دوران نمازوں کی پابندیاں

درمیان میں ایک بات کا اضافہ کر دوں کہ وہاں نمازیں کیسی پڑھنی ہیں۔ اگر حاجی مسافر ہے تو نماز آدھی پڑھے گا، اور اگر مسافر نہیں ہے تو پوری پڑھے گا۔ اچھا آدھی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ صرف چار رکعت والی نماز دو ہو جائیں گی۔ باقی سنتیں بھی پڑھنی ہیں، سب کچھ پڑھنا ہے۔ ہاں اگر ٹرین نکل رہی ہے یا جہاز چھوٹ رہا ہے، تو پھر سنتیں چھوڑ دیں۔ وتر پڑھنا واجب ہے۔ فجر کی سنتوں کی تاکید بہت زیادہ ہے، وہ بھی پڑھنی ہیں۔ اور جو چار رکعت والی نمازیں ہیں، وہ دو پڑھے گا بشرطیکہ وہ خود امام ہو یا اپنی الگ نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر وہ حرم کے اندر پڑھ رہا ہے، تو وہاں پر چونکہ چار رکعتیں پڑھی جا رہی ہیں، تو وہ امام کی اقتدا میں پوری نماز پڑھے گا، وہاں پر پھر اپنی نماز کو الگ نہیں کرے گا۔ کون مسافر ہے اور کون مقیم ہے؟۔ اگر حاجی مکۃ المکرمہ میں منیٰ جانے سے پہلے پندرہ دن مکہ میں رہتا ہے تو وہ مقیم ہے۔ اگر وہ منیٰ جانے سے پہلے پندرہ دن مکہ میں نہیں رہتا تو پھر وہ مقیم نہیں بلکہ مسافر ہے، اور اس پر مسافر کے احکامات لاگو ہوں گے۔

یوم الترویہ: حج کے سفر کا آغاز اور منیٰ کی روانگی

آٹھویں ذوالحجہ، جسے ہم یوم الترویہ کہتے ہیں، یہ منیٰ کا دن ہے۔ اس دن حج تمتع کرنے والا احرام باندھے گا۔ وہ گھر سے بھی باندھ سکتا ہے، عزیزیہ سے، ہوٹل سے، یا بیت اللہ میں مسجد حرام سے بھی احرام باندھ سکتا ہے۔ حج افراد کرنے والے نے تو پہلے سے ہی احرام

باندھا ہو گا۔ حج قران والے کو بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کا تو احرام پہلے سے ہی جاری (Continue) ہے۔ تو آٹھویں ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد حاجی منیٰ کی طرف روانہ ہو گا۔ طلوع آفتاب کے بعد نکلنا بہتر ہے، لیکن آج کل معلمین، مطوفین، منتظمین اور گروپ آرگنائزیشنز بعض اوقات فجر سے پہلے ہی لے جاتے ہیں۔ بعض اوقات تو رات سے ہی لے جاتے ہیں۔ تو اس پابندی کے معاملے میں اس وقت وہاں پر یہ نہیں لڑنا کہ بھئی بہتر کب ہے۔ اگر آپ کو معلم کہہ رہا ہے کہ رات میں بس جا رہی ہے، تو آپ رات میں جائیں، کہہ رہا ہے فجر میں جا رہی ہے تو فجر میں جائیں، کہہ رہا ہے ظہر سے پہلے جائے گی تو ظہر کے بعد جائیں، جیسے آپ کو سہولت ہو۔ وہاں پر منیٰ میں پہنچ کر پانچ نمازیں پڑھنی ہوتی ہیں۔ ظہر، عصر، مغرب، اور عشاء کی نماز پڑھ کر رات منیٰ میں گزارنی ہے اور پھر صبح فجر کی نماز پڑھنی ہے۔ یہ پانچ نمازیں منیٰ کے اندر پڑھنی ہیں۔ اس منیٰ کے اندر آپ نوٹ کریں کہ کوئی مخصوص عبادت ثابت نہیں ہے۔ تو میں حاجیوں سے کہتا ہوں کہ بھائی جب اللہ نے کوئی عبادت اس دن کے اندر نہیں رکھی ہے، تو آپ بھی اپنے اوپر زیادہ زور نہیں ڈالو۔ نمازیں پڑھو، ذکرو اذکار کا، دعاؤں کا اور اونچی اواز سے تلبیہ کا اہتمام کرو بشرطیکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو، تھوڑی بہت لوگوں کو دین کی بات سکھاؤ، اور آرام کرو، ریلیکس کرو۔ آج کا دن ریلیکسیشن کا ہے کیونکہ آپ کو پتا نہیں ہے کہ اگلے آخری دو دنوں کے اندر آپ پر کتنی بڑی آزمائشیں اور مشکلات آنے والی ہیں۔

منیٰ کا قیام حج کا ایک انتہائی اہم اور صبر آزما حصہ ہے۔ یہاں حاجی کو خیموں کی زندگی گزارنی پڑتی ہے، جہاں آسائشیں کم اور ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ کی رحمتیں برستی ہیں۔ منیٰ میں قیام کے دوران اپنے وقت کو ضائع نہ کریں، کثرت سے تلبیہ پڑھیں اور اللہ سے لو لگائیں، کیونکہ یہی وہ لمحات ہیں جو انسان کی زندگی بدل دینے کی تاثیر رکھتے ہیں۔ منیٰ میں رات گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے، اور نو ذوالحجہ کو فجر کی نماز کے بعد حج کے سب سے بڑے رکن 'عرفات' کی طرف کوچ کی تیاری کی جاتی ہے۔

منیٰ سے رخصتی اور وقوفِ عرفہ

منیٰ میں پانچ نمازیں مکمل کرنے کے بعد حج کا وہ عظیم ترین دن آتا ہے جسے 'یومِ عرفہ' کہا جاتا ہے۔ نو ذوالحجہ کی صبح حاجی منیٰ سے عرفات کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ عام طور پر معلمین عشاء کے بعد یا رات کے کسی بھی پہر لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، ایسی صورت میں ان کے ساتھ چلے جانا ہی بہتر ہے تاکہ آپ اپنے گروہ سے بچھڑ نہ جائیں، ورنہ سنت تو یہی ہے کہ فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے نکلا جائے۔ عرفہ کا دن در حقیقت اعترافِ گناہ کا دن ہے۔ اسے عرفہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن بندہ اپنے رب کے سامنے اپنے

تمام گناہوں کا سچی تڑپ کے ساتھ اعتراف کرتا ہے۔ اس دن اللہ کی رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ان گرد آلود اور بکھرے بالوں والے بندوں پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ "اے فرشتو! دیکھو میرے بندوں کو، جاؤ اور انہیں کہہ دو کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا"۔ حج اصل میں عرفات میں کھڑے ہونے کا ہی نام ہے، جس کا وقوف زوالِ آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے۔

زوالِ آفتاب کا انتظار اور قبولیت کا خاص لمحہ

عرفات کے میدان میں حاجی کو چاہیے کہ وہ زوالِ آفتاب سے پہلے کوئی خاص عبادت یا وظیفہ شروع کر کے خود کو تھکا نہ دے، بلکہ اس وقت میں آرام کرے، کھانا کھائے اور خود کو تازہ دم رکھے۔ اصل کام زوال کے بعد شروع ہوتا ہے جب اللہ کی رحمتیں جوش میں آتی ہیں۔ جیسے ہی زوال کا وقت ہو، حاجی کو اپنی پوری توانائی اور سو فیصد صلاحیتوں کے ساتھ اللہ کے سامنے گڑگڑانا چاہیے۔ یہ وہ وقت ہے جب دعا مانگی نہیں جاتی بلکہ 'لی' جاتی ہے۔ حاجی کو چاہیے کہ وہ لکھی ہوئی دعائیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنے دل کی زبان سے اللہ سے کلام کرے، اپنے لیے، اپنے والدین، اہل و عیال اور دوست احباب کے لیے خوب مانگے۔ یاد رکھیں کہ مومن کی دعا تب تک رد نہیں ہوتی جب تک وہ جلدی نہ کرے، یعنی یہ نہ کہے کہ میری دعا قبول نہیں ہو رہی۔ جس دن یہ گمان دل میں آگیا، اسی دن قبولیت کا سفر رک جاتا ہے۔

میدانِ عرفات میں رسول اللہ ﷺ کی والہانہ کیفیت

میدانِ عرفات میں وقوفِ عرفہ کے دوران رسول اللہ ﷺ کی کیفیت دیدنی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی اور بعض اوقات جذب کی کیفیت میں چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر جاتی تھی، جسے حضرت ابو بکر صدیقؓ دوبارہ آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھتے تھے۔ حاجی کو چاہیے کہ وہ غروبِ آفتاب تک اسی والہانہ انداز میں وقوف کرے۔

عرفات میں ایک خاص وظیفہ بھی منقول ہے جس میں 100 سو مرتبہ چوتھا کلمہ:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا، ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اور وہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا۔ وہ بزرگی اور عزت والا ہے۔ ہر بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

100 سو مرتبہ سورہ اخلاص:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

کہہ دیجیے: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، سب اسی کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور کوئی بھی اس کے برابر نہیں۔

پھر سو مرتبہ:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

ترجمہ: اللہ پاک ہے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے، جو بہت بلند اور عظمت والا ہے۔

اور 100 سو مرتبہ درود شریف کا وہ خاص حصہ:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وعَلَينا مَعَهُم

اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔

پڑھنا بے حد فضیلت کا باعث ہے۔

غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات کی حدود سے نکلنا جائز نہیں ہے، اس لیے اگر کوئی معلم جلدی نکالنے کی کوشش کرے تو حکمت کے ساتھ منع کر دیا جائے، ہاں صرف بس تک جانا ہو تو ٹھیک ہے، بشرطیکہ حدودِ عرفات سے نہ نکلے۔

مزدلفہ کی رات میں نمازوں کا جمع کرنا

اب جیسے ہی سورج غروب ہو جائے، حاجی کو بغیر مغرب کی نماز پڑھے مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا ہے۔ اس دن کی مغرب، وقتِ مغرب میں نہیں بلکہ عشاء کے وقت میں مزدلفہ پہنچ کر پڑھی جاتی ہے۔ حج کے سفر میں جلد بازی کے بجائے ٹھہراؤ اور سکون کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر راستے میں رش کی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو پریشان ہونے کے بجائے اسے اللہ کی رضا سمجھ کر عرفات میں آرام کریں، کیونکہ مزدلفہ کی رات بہت قیمتی ہے۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے مغرب کے تین فرائض، پھر تکبیرِ تشریق اور تلبیہ، اور اس کے فوراً بعد عشاء کے فرائض، پھر تکبیرِ تشریق اور تلبیہ، اسکے بعد مغرب کی سنتیں ادا کیے جاتے ہیں اور پھر عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کیے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ نو ذوالحجہ یومِ عرفہ کی فجر سے تکبیرِ تشریق کا آغاز ہو جاتا ہے جو تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک جاری رہتی ہے، لہٰذا ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھنا ہر حاجی پر واجب ہے۔

مزدلفہ کی رات اور کلمہ شہادت کا ورد

مزدلفہ کی رات بعض علماء کے نزدیک شب قدر اور شب جمعہ سے بھی افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقوفِ عرفات میں اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی تو قبولیت کا جواب آیا کہ "میں نے حقوق العباد کے سوا باقی سب گناہ معاف کر دیے، کیونکہ میں اس سے مظلوم کا حق لوں گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: "رب جی! اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت عطا کر دیں اور ظالم کو بخش دیں۔" لیکن اس قیام میں آپ کی دعا قبول نہ ہوئی، تو جب مزدلفہ میں صبح کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا دہرائی تو آپ کی دعا قبول کر لی گئی۔ راوی بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یا تبسم فرمایا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں یہ تو ایسا وقت ہے کہ اس وقت آپ ہنسا نہیں کرتے تھے، آپ کو کس چیز نے ہنسایا، اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے دشمن ابلیس کو جب پتہ چلا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول فرما کر میری امت کو بخش دیا ہے تو وہ اپنے سر میں مٹی ڈالنے لگا اور تباہی و ہلاکت کو پکارنے لگا، جب میں نے اس کی بے صبری دیکھی تو مجھے ہنسی آ گئی۔"

تو اب مزدلفہ پہنچنے کے بعد جب مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر ادا کر لی جاتی ہیں، تو حاجی کے لیے اس رات میں سونا بہت اہم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس رات میں آرام فرمایا تھا تاکہ اگلے دن کی بڑی مشقتوں کے لیے جسم توانا رہے۔ تاہم، اس رات میں تلبیہ کا کثرت سے اہتمام اور تہجد وغیرہ بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ روایات کے مطابق، اس مبارک مقام پر اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی جائے، وہ رد نہیں ہوتی۔ یہ وہ رات ہے جہاں آسمان سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور حاجی اپنے رب کے حضور عاجزی کا پیکر بن کر رات بسر کرتا ہے۔ یہاں سے کنکریاں چننے کا عمل بھی کیا جاتا ہے، جس کے لیے چنے کے برابر یا اس سے بڑی بشرطیکہ کھجور کی گٹھلی سے بڑی نہ ہو تو بہتر ہے، اگر 11، 10، 12 کی رمی کرنی ہو تو 49 اور اگر 13 ذی الحج کی بھی رمی کرنی ہو تو 70 کنکریاں جمع کر لیں۔ احتیاطاً زیادہ جمع کر لیں تو مضایقہ نہیں۔ نیز کنکریوں کو جمع کر کے ان کو دھونا بہتر ہے۔

مزدلفہ میں صبح کا وقوف اور شیطان کو للکارنے کا سفر

دس ذوالحجہ کی صبحِ صادق ہوتے ہی مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب ہے، جو کہ سورج نکلنے سے ذرا پہلے تک جاری رہنا چاہیئے۔ اس مختصر سے وقت میں اللہ سے خوب دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ فجر کی نماز کا اہتمام اندھیرے میں کرنا چاہیے یعنی فجر کے اول وقت میں فجر کی نماز پڑھنی چاہیے۔ اب جیسے ہی سورج نکلنے کے قریب ہو، حاجی منیٰ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ دس ذوالحجہ کا دن بڑا مصروف اور کٹھن ہوتا ہے، اس دن کا پہلا بڑا کام بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا ہے۔ جیسے ہی حاجی پہلی کنکری مارتا ہے، اس کا "لبیک" (تلبیہ) کہنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ اب ذکرِ الٰہی سے بڑھ کر عمل کا وقت آ گیا ہے۔ یہ کنکریاں زوال سے پہلے مارنا افضل ہے، اگرچہ رش کی وجہ سے بعد میں بھی ماری جاسکتی ہیں۔

رمی جمرات اور اسکی حکمت۔۔۔!

شیطان کو کنکریاں مارنے کا عمل محض ایک رسم نہیں، بلکہ یہ اس بات کا عملی عہد ہے کہ آپ اپنی آئندہ زندگی میں جب بھی اللہ کے حکم اور شیطان کے وسوسوں کا مقابلہ ہو گا تو اس میں بھی شیطان کو چاروں شانے چت کریں گے اور اللہ کے حکم کو ہمیشہ بلند رکھیں گے۔ جمرات پر کنکریاں مارتے وقت "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَر، رَغْماً لِلشَّيْطَانِ وَرِضاً لِلرَّحْمٰن" پڑھیں۔ یہ بات خاص طور پر یاد رکھیں کہ ساتوں کنکریاں ایک ساتھ مٹھی بھر کر نہیں مارنی ہیں، بلکہ انہیں ایک ایک کر کے مارنا ہے۔ کنکریاں مارنے کا بہترین اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ اتنا بلند ہو کہ آپ کی بغل نمایاں ہو جائے، سیدھے ہاتھ پر منیٰ ہو، سامنے شیطان کو کنکری مارنے کی جگہ

ہو، الٹی طرف قبلہ ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کنکریاں ماری ہیں۔ لیکن اگر ہجوم زیادہ ہو یا جگہ تنگ ہو تو جہاں سے بھی باآسانی ممکن ہو آپ کنکریاں مار سکتے ہیں۔ اس عمل میں صرف اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کنکری وہاں بنی ہوئی گولائی کے اندر گرے۔ 10 ذوالحجہ کو صرف بڑے شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں اور اس کے بعد دعا کے لیے رکنا نہیں ہوتا۔

قربانی کے احکام اور فقہی ترتیب کی اہمیت

رمی کے عمل سے فارغ ہونے کے بعد اگلا مرحلہ قربانی کا ہے۔ اگر آپ حجِ تمتع یا حجِ قران ادا کر رہے ہیں، تو آپ پر قربانی لازم ہے۔ آج کل چونکہ حکومت کی جانب سے بھی قربانی کا انتظام ہوتا ہے، اس لیے بسا اوقات حاجی کو ترتیب کا علم نہیں ہو پاتا۔ ہمارے فقہی اصولوں کے مطابق رمی، قربانی اور پھر حلق (بال منڈوانے) میں ترتیب واجب ہے۔ تاہم، اگر حکومتی نظام یا لاعلمی کی وجہ سے ترتیب آگے پیچھے ہو جائے تو فقہاء کے نزدیک اس پر دم واجب نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے اور اپنی قربانی کے وقت کا محتاط اندازہ لگا کر ہی بال کٹوانے چاہئیں۔ حجاج کرام کو یہ فقہی فرق بھی بخوبی سمجھنا چاہیے کہ حج کی قربانی کو "دمِ شکر" کہا جاتا ہے۔

حاجی کے لیے سنتِ ابراہیمی والی قربانی کا حکم

جو قربانی آپ اپنے ملک میں کرتے ہیں وہ "سنتِ ابراہیمی" کہلاتی ہے۔ جہاں تک سنتِ ابراہیمی والی قربانی کا تعلق ہے، تو اس کا دارومدار حاجی کے مکہ مکرمہ میں مقیم یا مسافر ہونے پر ہے۔ اگر حاجی منیٰ روانہ ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام کر چکا ہے تو وہ مقیم شمار ہوگا اور اس پر دمِ شکر کے ساتھ ساتھ سنتِ ابراہیمی والی قربانی بھی لازم ہوگی۔ بصورتِ دیگر، اگر قیام پندرہ دن سے کم ہے تو وہ مسافر کہلائے گا اور اس پر وہ دوسری قربانی واجب نہیں ہوگی جو وہ ہر سال اپنے ملک میں کرتا ہے۔

حلق یا قصر: احرام کی پابندیوں سے رہائی

قربانی کے بعد اگلا واجب عمل سر کے بال منڈوانا (حلق) یا بال کٹوانا (قصر) ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کروانے والوں کے لیے تین مرتبہ اور قصر کروانے والوں کے لیے ایک مرتبہ دعائے رحمت فرمائی ہے، اس لیے مردوں کے لیے بال منڈوانا زیادہ باعثِ فضیلت ہے۔ اگر کوئی شخص بال کٹوانا (قصر) چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پورے سر کے بال کم از کم ایک انگلی کے پورے کے برابر کاٹے جائیں، اگر بال اس سے چھوٹے ہوں تو قصر نہیں ہو سکے گا بلکہ حلق ہی کروانا پڑے گا۔ خواتین کے لیے بال

منڈوانا شرعاً جائز نہیں ہے، لہٰذا وہ قصر کریں گی۔ خواتین کے قصر کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے تمام بالوں کی چوٹی بنا کر، آخر سے محض ایک پورے کے برابر بال کاٹیں گی۔ حلق یا قصر کروانے کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور حاجی سلے ہوئے کپڑے پہن سکتا ہے، تاہم میاں بیوی کے مخصوص تعلقات کی ممانعت طوافِ زیارت مکمل ہونے تک بر قرار رہتی ہے۔

طوافِ زیارت اور ایامِ تشریق کی مصروفیات

احرام کھولنے کے بعد طوافِ زیارت کے لیے کسی قسم کی جلد بازی سے گریز کریں، آرام کریں اور سکون کے ساتھ طوافِ زیارت کے لیے جائیں۔ طوافِ زیارت کا وقت 10 ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر 12 ذوالحجہ کی غروب آفتاب تک ہے۔ اس درمیان میں کبھی بھی طواف زیارت کے لیے جاسکتے ہیں۔ اس دوران رات کا وقت منیٰ میں گزارنا سنت ہے۔ طوافِ زیارت کے وقت چونکہ احرام اتارا جا چکا ہوتا ہے اور حاجی عام لباس میں ہوتا ہے، اس لیے اس طواف میں اضطباع (دایاں کندھا ننگا کرنا) نہیں کیا جائے گا۔ البتہ، اگر حاجی نے سعی کرنی ہے تو وہ طواف کے ابتدائی تین چکروں میں رمل (اکڑ کر چلنا) کرے گا۔ طوافِ زیارت کے بعد 11 اور 12 ذوالحجہ کو تینوں جمرات (شیطانوں) کی رمی کرنا لازم ہے۔ ان ایام میں رمی کا وقت زوالِ آفتاب (دوپہر) سے لے کر اگلی صبح صادق تک ہوتا ہے، تاہم زوال سے لے کر غروبِ آفتاب کے درمیان کا وقت سب سے افضل ہے۔ پہلے اور دوسرے جمرے پر کنکریاں مارنے کے بعد ایک طرف ہٹ کر، قبلہ رخ ہو کر دعا مانگنی چاہیے۔ جبکہ تیسرے یعنی بڑے جمرے کی رمی کے بعد دعا نہیں کی جاتی، وہاں سے کنکریاں مار کر سیدھا واپس آنا ہوتا ہے۔

13 ذوالحجہ کی رمی، طوافِ وداع

اگر کوئی حاجی بارہ ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب سے قبل منیٰ سے نکل جائے تو اس پر 13 ذوالحجہ کی رمی واجب نہیں رہتی۔ تاہم، اگر بارہ تاریخ کا سورج منیٰ کی حدود کے اندر غروب ہو جائے تو اب وہاں سے نکلنا مکروہ ہے اور حاجی کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ رات وہیں گزارے۔ اگر تیرہ تاریخ کی صبح صادق حاجی پر منیٰ میں طلوع ہو جائے، تو اب اس پر تیرہ ذوالحجہ کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے، جس کا مسنون وقت زوال سے غروبِ آفتاب تک ہے۔ حج کے ان تمام مناسک کی ادائیگی کے بعد، آخری واجب عمل 'طوافِ وداع' رہ جاتا ہے، جو آفاقی حاجی کو مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت ادا کرنا ہوتا ہے۔ دوسری جانب، وہ خواتین جنہیں ان ایام میں مخصوص

عذر (ناپاکی) لاحق ہو جائے، ان پر طوافِ زیارت موخر ہو جاتا ہے۔ وہ طواف کے علاوہ دیگر دعائیں اور اذکار کر سکتی ہیں، لیکن طوافِ زیارت کے لیے انہیں اس وقت تک انتظار کرنا ہو گا جب تک وہ مکمل طور پر پاک نہ ہو جائیں۔

خواتین کے مخصوص ایام اور طوافِ زیارت کی حساسیت

خواتین کے لیے طوافِ زیارت کے حوالے سے شریعت میں نہایت واضح احکامات اور سہولیات موجود ہیں۔ اگر کسی خاتون کو ان ایام میں مخصوص عذر لاحق ہو جائے اور ان کے پاس مکہ مکرمہ میں قیام کا وقت موجود ہو، تو ان کے لیے لازم ہے کہ وہ پاک ہونے تک انتظار کریں اور پھر اپنا طوافِ زیارت مکمل کریں۔ تاہم، اگر واپسی یا مدینہ منورہ روانگی کا وقت بالکل قریب آ چکا ہو، ٹکٹ کنفرم ہو اور مزید قیام کسی صورت ممکن نہ ہو، تو ایسی شدید مجبوری کی حالت میں وہ ناپاکی کی حالت میں ہی طوافِ زیارت ادا کر لیں گی۔ لیکن اس شرعی خلاف ورزی کی صورت میں ان پر بطور کفارہ 'بدنہ' یعنی ایک مکمل اونٹ یا مکمل گائے کی قربانی واجب ہو گی، جو انہیں حدودِ حرم میں ادا کرنی ہو گی۔ جہاں تک طوافِ وداع کا تعلق ہے، تو مخصوص ایام کی حالت میں یہ طواف خواتین سے مکمل طور پر ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر روانگی سے قبل وہ پاک ہو جائیں تو طوافِ وداع ادا کر لیں، بصورتِ دیگر بغیر طوافِ وداع کے روانہ ہونے پر بھی ان پر کوئی دم یا کفارہ لازم نہیں ہو گا۔

مناسک کی تکمیل اور یادِ الٰہی کا قرآنی فرمان

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے کہ جب تم اپنے حج کے مناسک مکمل کر لو تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ آج کل حجاج کرام مناسک سے فارغ ہوتے ہی دنیاوی باتوں، ہوٹلوں کے کھانوں اور اپنے پیکجز کے درجات کے تذکروں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ حج جیسی عظیم سعادت محض مال و دولت کی بنیاد پر نہیں ملتی، بلکہ یہ خالصتاً اللہ کی عطا اور اس کی خاص توفیق کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں بے شمار ایسے لوگ ہیں جو مالی اعتبار سے حاجیوں سے کہیں زیادہ مستحکم ہیں، مگر بیماری یا عدم توفیق کی بنا پر وہ اس مقدس دربار تک نہیں پہنچ پاتے۔ لہٰذا، اللہ کا حکم ہے کہ مناسک کے بعد اسے اتنی ہی شدت، محبت اور فخر سے یاد کیا جائے جیسے انسان اپنے آباؤ اجداد کا تذکرہ کرتا ہے۔ حاجی کو چاہیے کہ جب تک حرمین میں قیام رہے، اپنا وقت ضائع کیے بغیر خالصتاً اللہ کی حمد و ثنا اور عبادات میں صرف کرے تاکہ اس عظیم سفر کا اصل مقصد اور روحانیت حاصل ہو سکے۔

سوالات کی نشست

سوال(1) طواف کے دوران وضو کے مسائل اور سعی کے احکامات

طواف کی درست ادائیگی کے لیے باوضو ہونا بنیادی شرط ہے۔ اگر دورانِ طواف کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے، تو قطعی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جہاں وضو ٹوٹا ہے، وہیں طواف روک کر قریب ترین وضو خانے (جیسے حرم کے تہہ خانے یا عقبی حصوں میں موجود جگہیں) جا کر وضو کیا جائے اور پھر آ کر وہیں سے طواف کا بقیہ حصہ مکمل کر لیا جائے، یا چاہیں تو وہ مخصوص چکر نئے سرے سے شروع کر لیں۔ موجودہ دور میں بے پناہ رش اور ازدحام کے باعث فقہاء اسی میں آسانی بیان کرتے ہیں کہ جہاں سے طواف رکا تھا، وہیں سے جاری رکھا جائے۔ اور سعی کے لیے وضوء کا ہونا شرعاً ضروری نہیں۔

سوال(2) اضطباع کتنے چکروں میں ہے؟

احرام کی حالت میں طواف کے تمام سات چکروں میں 'اضطباع' یعنی دایاں کندھا ننگا رکھنا سنت ہے، جبکہ 'رمل' یعنی سینہ تان کر اور قدرے تیز قدموں سے چلنا صرف ابتدائی تین چکروں تک محدود ہے۔ لیکن اضطباع اور رمل اس طواف میں ہوتا ہے جس کے بعد سعی نہ ہو۔

سوال(3) طوافِ زیارت میں سعی واجب ہے یا نہیں؟

طواف کے ساتھ سعی کی ادائیگی کا انحصار حاجی کی نوعیت پر ہے۔ اگر حجِ قران کرنے والے نے عمرے کے بعد اور حج شروع کرنے سے قبل طوافِ قدوم کے ساتھ اپنی حج کی سعی کر لی تھی، تو اب اسے یہ سعی دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح حجِ افراد کرنے والے کے لیے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرنا اگرچہ افضل نہیں، مگر کر لی جائے تو بعد میں دہرانے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور تمتع کرنے والا حاجی طواف زیارت کے بعد سعی کرے گا اور یہی اس کے لیے بہتر ہے۔

سوال(4) مزدلفہ کی رات اور نمازوں کو جمع کرنے کا مسنون طریقہ

میدانِ مزدلفہ میں پہنچ کر حجاج کرام پر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ، عشاء کے وقت میں ادا کرنا واجب ہیں۔ اس کا مسنون اور درست طریقہ یہ ہے کہ ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت کہی جائے، جس کے بعد سب سے پہلے مغرب کے تین فرض پڑھے

جائیں۔ فرائض کی ادائیگی کے فوراً بعد تکبیرِ تشریق اور تلبیہ پڑھا جائے اور پھر بغیر کسی درمیانی وقفے، سنتوں یا دوسری اقامت کے فوراً کھڑے ہو کر اگر مقیم ہو تو عشاء کے چار فرض ادا کیے جائیں اور اسکے بعد تکبیر تشریق اور تلبیہ پڑھا جائے اور اگر مسافر ہو تو دو رکعت عشاء کے فرض ادا کرے اور اسکے بعد تکبیر تشریق اور تلبیہ پڑھے۔ جب دونوں نمازوں کے فرائض مکمل ہو جائیں، تو اس کے بعد اطمینان سے پہلے مغرب کی دو رکعت سنت، پھر عشاء کی دو رکعت سنت اور آخر میں تین وتر ادا کیے جائیں۔

سوال (5) قربانی، حلق اور طواف کے متفرق مسائل

حجِ قران اور حجِ تمتع کرنے والوں پر جمرات کی رمی کے بعد قربانی لازم ہے، اور جب تک قربانی ادا نہ ہو جائے، بال کٹوانا (حلق یا قصر کرنا) شرعاً جائز نہیں۔ آج کل قربانی کا وقت حکومتی نظام، گروپ لیڈر یا موبائل میسج کے ذریعے با آسانی معلوم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے رابطہ نہ ہو سکے اور معلومات نہ ملیں، تو پانچ چھ گھنٹے احتیاطاً انتظار کرنے کے بعد بال منڈوائے جا سکتے ہیں، اس صورت میں ان شاء اللہ کوئی دم واجب نہیں ہو گا۔ اگر حاجی ذاتی طور پر اپنی قربانی خود کرنا چاہے (اگرچہ انتظامی لحاظ سے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی) اور وہ شرعی اصولوں کے مطابق قربانی کرلے، تو اس کی قربانی ادا ہو جائے گی اور وہ احرام کھول سکتا ہے۔

اگر محرم کے بال خود ہی ٹوٹ کر گر جائیں۔۔۔؟

احرام کی حالت میں اگر سر یا داڑھی کے ایک دو بال بغیر وضو کرنے والے عمل کے خود بخود ٹوٹ کر گر جائیں تو کچھ لازم نہیں۔ اگر وضو کرنے والے فعل سے ٹوٹے اور تین بال سے کم ہو تو اس پر محض ایک مٹھی گندم کے برابر صدقہ ادا کرنا کافی ہے۔

خوشبودار چیزوں کا استعمال

اسی طرح، خالص خوشبو والی اشیاء جیسے ماؤتھ واش کا استعمال احرام میں ممنوع ہے، البتہ وہ عام مشروبات جن میں کوئی خوشبودار جزو پک کر اور حل ہو کر اپنی اصل کھو چکا ہو، ان کا پینا بالکل جائز ہے۔

معذوروں کا طواف اور سعی میں سواری استعمال کرنا

معذور یا ضعیف افراد کے لیے وہیل چیئر پر طواف یا سعی کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

احرام کی حالت میں میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا

مزید بر آں، احرام کی حالت میں میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا، راستہ دکھانے کے لیے ہاتھ پکڑ کر چلنا یا ضرورت کی بات چیت کرنا مکمل طور پر جائز ہے، صرف شہوت کے ساتھ چھونا یا میاں بیوی کے مخصوص تعلقات قائم کرنا سختی سے منع ہے۔

سوال(6) حج کی قربانی کی حدود اور دمِ شکر کا شرعی حکم

حج کے دوران ادا کی جانے والی قربانی کے حوالے سے حاجیوں کو فقہی احکام کا علم ہونا نہایت ضروری ہے ۔ بعض اوقات لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ اپنے کسی ساتھی کو حدودِ حرم سے باہر قربانی کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حج کی قربانی، جسے "دمِ شکر" کہا جاتا ہے، اس کا حدودِ حرم کے اندر ہونا ہر حال میں لازم ہے ۔ یہ قربانی اس عام قربانی (سنتِ ابراہیمی) سے بالکل مختلف ہے جو انسان اپنے وطن میں کرتا ہے، اس لیے حدودِ حرم سے باہر کی جانے والی حج کی قربانی شرعاً معتبر نہیں ہوگی اور حاجی کا واجب ادا نہیں ہوگا ۔

سوال(7) پرواز کے دوران احرام باندھنے اور نیت کا درست طریقہ

وہ حجاج کرام جو اپنے سفر کے دوران قطر یا کسی دوسرے ملک میں عارضی قیام (اسٹے) کرتے ہیں اور ان کی اگلی منزل جدہ ہوتی ہے، ان کے لیے احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب آپ قطر پہنچیں اور وہاں سے اگلی پرواز کا وقت قریب آجائے، تو بورڈنگ شروع ہونے سے قبل ہی ایئرپورٹ پر احرام کے کپڑے پہن لیں اور وہیں نفل نماز بھی ادا کر لیں، لیکن ابھی حج یا عمرے کی نیت ہرگز نہ کریں۔ نیت کرنے کا صحیح وقت جس میں آسانی ہے وہ ہے جب آپ جہاز میں سوار ہو جائیں اور پائلٹ کی طرف سے میقات کے قریب آنے کا پہلا کیا جائے۔ پہلا اعلان عام طور پر متنبہ کرنے کے لیے ہوتا ہے اور دوسرا اعلان میقات کے بالکل اوپر پہنچنے پر ہوتا ہے، لہٰذا پہلے اعلان کے فوراً بعد نیت کر لینا سب سے محفوظ اور بہتر طریقہ ہے تاکہ اگر حاجی سو جائے تو اس کی میقات بغیر احرام کے نہ گزرے ۔

سوال(8) منیٰ کی توسیع اور نیو منیٰ میں رات گزارنے کا حل

موجودہ دور میں حاجیوں کی کثیر تعداد کے باعث منیٰ کے خیموں میں وسعت پیدا کی گئی ہے جسے "نیو منیٰ" کہا جاتا ہے ۔ جو حجاج نیو

منیٰ میں مقیم ہوتے ہیں، ان کے لیے افضل اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ رات کے وقت کچھ دیر کے لیے پیدل چل کر اصل منیٰ کی حدود کے اندر آجائیں اور کچھ وقت وہاں گزاریں ۔ جہاں تک نمازوں کا تعلق ہے، تو نماز کا منیٰ کی حدود سے کوئی لازمی تعلق نہیں ہے، اللہ کی یہ زمین پوری کی پوری مسجد ہے اور نماز کہیں بھی ادا کی جاسکتی ہے، اصل حکم صرف رات کا ایک بڑا حصہ منیٰ کی حدود میں گزارنے کا ہے ۔

سوال(9) تیرہ ذوالحجہ کی رمی کا وقت اور قربانی میں تاخیر کا مسئلہ

تیرہ ذوالحجہ کی رمی کا مسنون وقت زوالِ آفتاب (دوپہر) سے شروع ہوتا ہے اور غروبِ آفتاب تک رہتا ہے ۔ اگر کوئی شخص زوال سے پہلے ہی رمی کرلے تو فقہاء کے نزدیک یہ عمل مکروہ ہے لیکن رمی ادا ہو جاتی ہے، تاہم اگر غروبِ آفتاب تک بھی رمی نہ کی جائے تو پھر دم واجب ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح جمرات کی رمی کے بعد قربانی کے اوقات کا درست علم نہ ہونا ایک عام مسئلہ ہے ۔ اگر حکومتی نظام یا گروپ کی طرف سے قربانی کا وقت کنفرم نہ ہو رہا ہو، تو حاجی کو چاہیے کہ وہ جتنا ممکن ہو احتیاط کرے اور کچھ گھنٹے انتظار کرنے کے بعد بال کٹوالے (حلق یا قصر کرلے)، اس صورت میں ترتیب بدلنے پر کوئی دم واجب نہیں ہوگا۔

قیام عرفہ کے دوران مسجد نمرہ جانے ضروری نہیں

حجاج کو یہ بات بھی سمجھنی چاہیے کہ میدانِ عرفات میں قیام کے دوران مسجدِ نمراہ جانا یا وہاں کا خطبہ سننا حج کا کوئی لازمی یا مسنون حصہ نہیں ہے، بلکہ وہاں جانے کی تگ و دو میں اپنے آپ کو شدید تھکاوٹ میں ڈالنا دانشمندی نہیں، حاجی کو اللہ کی طرف سے آنے والی فطری تھکاوٹ پر صبر کرنا چاہیے نہ کہ خود کو اضافی آزمائش میں ڈالے۔

سوال(10) وضو کا ٹوٹنا، احرام کے ممنوعات اور سعی کے بعد کے نفل

طواف کے دوران اگر تین یا چار چکروں کے بعد وضو ٹوٹ جائے، تو طواف کو وہیں روک کر وضو کے لیے جانا چاہیے اور واپسی پر اسی چکر سے طواف کو جاری رکھنا چاہیے، نئے سرے سے پورا طواف شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔ احرام کی حالت میں کندھے پر لٹکانے والا بیگ (شولڈر بیگ) یا کمر پر باندھنے والا بیلٹ استعمال کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ چیزیں لباس کی ہیئت میں نہیں آتیں بلکہ ضرورت کے تحت باندھی جاتی ہیں ۔ اسی طرح احرام میں ایسی اشیاء کا استعمال ممنوع ہے جن میں خوشبو شامل ہو، جیسے بعض خوشبودار پان یا تمباکو، البتہ اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کا عادی ہو جس کے بغیر اس کا گزارا ممکن نہ ہو اور اس میں خوشبو کی

معمولی آمیزش ہو، تو اسے مکروہ سمجھا جائے گا اور اسے توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔ طوافِ زیارت مکمل کرنے کے بعد سعی کی جاتی ہے، اور سعی کے مناسک سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نفل ادا کرنا مستحب اور جائز ہے، اگرچہ یہ کوئی واجب یا لازمی سنت نہیں ہے لیکن پڑھ لینا باعثِ برکت ہے۔